اقسامِ قرآن

مولانا سید صبغۃ اللہ صاحب بختیاری اُستاذ جامعہ دار السلام عمرآباد (مدراس)

(۲)

(۲) توجیہ یہ ہے کہ "کتاب مسطور" سے توریت مراد لی جاسکتی ہے، کیونکہ ماقبل میں بھی طور کا ذکر ہوا ہے اور دونوں کی مناسبت بالکل ظاہر ہے اور اس کے علاوہ خود قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر کتاب کا اطلاق کیا گیا ہے۔

وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (سورۂ اعراف رکوع ۱۷)

اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل ان کو لکھ کر دے دی

اور فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِن بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (سورۂ قصص رکوع ۵)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اگلی قوموں کے ہلاک کر دینے کے بعد جو لوگوں کے لئے بصیرت و عقلمندی کا سبب اور ہدایت و رحمت تھی تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کرلیں۔

ارشاد ہوتا ہے

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تھی جس کے باعث اچھی طرح عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو جائے

وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ — اور تمام احکام کی تفصیل بھی ہو جائے اور ہدایت و رحمت ہو تاکہ وہ لوگ اپنے پروردگار سے (قیامت میں حساب کے وقت) ملنے پر ایمان لے آئیں۔ (سورۂ انعام رکوع ۱۹)

(۳) احتمال یہ ہے کہ "کتاب مسطور" قرآن عزیز کو کہا گیا چونکہ آسمانی کتابوں میں یہی وہ کتاب ہے جو سب سے اخیر میں نازل ہوئی ہے اور اس میں تمام گذشتہ آسمانی صحیفوں اور پچھلی کتابوں کے مضامین نہ صرف جمع کر دیئے گئے ہیں بلکہ ان کے محفوظ ہو جانے کا پورا پورا ذمہ لیا گیا ہے یہی وہ کتاب ہے جو ہمیشہ کھلی رہتی ہے اور جسے قیامت تک انگنت انسان پڑھتے پڑھاتے رہیں گے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں آئے گا جس میں اس کی تعلیمات و ہدایات کو لپیٹ کر رکھدیا جائے بلکہ تمام زمانوں میں اسی کو برتری اور فوقیت حاصل رہے گی۔

۴۔ سقف مرفوع سے آسمان مراد ہے جو اپنے استوار نظام اور بلندی کی وجہ سے اللہ جل شانہٗ کی قدرت کاملہ پر دلالت کر رہا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے۔

ءَأَنتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا — بھلا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کا، اللہ نے اس کو بنا دیا اور اس کی چھت کو بلند کر دیا اور اس کو بالکل ٹھیک بنا دیا۔ (سورۂ نازعات)

اور ارشاد ہوتا ہے۔

وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ — اور کیا یہ لوگ آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ کس طرح بلند کیا گیا ہے (سورۂ غاشیہ)

اب یہ چیز قابل لحاظ ہے آسمان جزاء اعمال پر کیونکر شہادت دیتا ہے تو اس کے لئے قرآن عزیز کے ان مقامات پر تدبر کرنے کی ضرورت ہے جہاں پچھلی امتوں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب نازل ہونے کے قصے اور واقعات مذکور ہیں، جب ہم ان مقامات پر غور کریں گے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ بہت سی قومیں دعوت الٰہی سے انکار

کرنے کے سبب ہلاک کر دی گئیں اور آج انکے واقعات آنے والوں کیلئے عبرت کا ذریعہ ہیں چنانچہ قرآن مجید میں حضرت لوط علیہ السلام کی بدکار قوم کا تذکرہ کیا ہے کہ بدکاری اور حضرت لوط کی وعظ نصیحت سے اعراض کرنے کے باعث ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسائی گئی، اور فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا — سو جب ہمارا حکم عذاب آپہنچا تو ہم نے اس زمین کے

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ — اوپر کا حصہ نیچے کر دیا اور اس زمین پر ہم نے کھنگر کے

(سورہ ہود رکوع ۷) — پتھر برسانے شروع کر دئے جو لگاتار برستے رہے۔

اسی سنگ باری کا واقعہ سورہ نمل اور سورہ شعرا میں بھی ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ — اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کی بارش برسائی اور

الْمُنْذَرِينَ — وہ نہایت بری بارش تھی جو منذرین پر برسی۔

اسی طرح سورہ شعرا میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور ان کو دعوتِ توحید دی تھی اور خاص کر ان کی بداخلاقی کی اصلاح کرنی چاہی تھی جو ان میں عام طور پر پھیل چکی تھی یعنی ان لوگوں نے کم تولنا اور کم ناپنا شروع کر دیا جس سے اقتصادی کاروبار میں خلل واقع ہو رہا تھا اور دھوکہ بازی عام ہو رہی تھی جب حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اس بداخلاقی پر ٹوکا اور سرزنش کی تو ان متکبروں نے کبر و ناز سے کہہ دیا کہ تم بھی تو ہماری ہی مانند ایک انسان ہو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم تمہاری دعوت پر لبیک کہیں اور تمہارے احکام کی تعمیل کریں اور درحقیقت ہم تو تم کو بالکل ہی جھوٹا اور بناوٹی شخص سمجھتے ہیں اگر تم واقعی سچے ہو تو آسمان ہم پر کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ ان کی تعنت وعناد اور ہٹ دھرمی کو قرآن عزیز نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ — اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادو

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ — شعیبؑ نے جواب دیا کہ میرا پروردگار ہی خوب جانتا

بِمَا تَعْمَلُونَ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ (سورۂ شعراء رکوع ۱۰)

ہے جو کچھ تم عمل کر رہے ہو، پس ان لوگوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی تو جھٹلانے والوں کو سائبان کے واقعہ نے آکر پکڑ لیا بیشک وہ بڑے ہی سخت دن کا عذاب تھا

اور سورۂ طور ہی میں اس قسم کی بات ذکر فرمائی ہے۔

وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ (سورۂ طور رکوع ۲)

اگر وہ لوگ آسمان کے ٹکڑے کو گرتا ہوا دیکھیں گے تو یوں کہیں گے کہ یہ تو تہ بہ تہ جما ہوا بادل ہے تو ان کو یوں ہی رہنے دو یہاں تک کہ ان لوگوں کو اس دن سے سابقہ پڑے جس میں وہ ہوش باختہ ہو جائیں گے

اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ کرتے ہوئے عذاب الٰہی کا جو طوفان باراں کی شکل میں نمودار ہوا تھا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ (سورۂ قمر رکوع ۱)

پھر ہم نے آسمان کے دروازے برسنے والے پانی کے ساتھ کھول دیئے۔

جس وقت بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم ہوا تھا کہ شہر اریحو میں "حطۃ" یعنی کلمۂ مغفرت کہتے ہوئے داخل ہونا تو ان شریروں نے اس کی بجائے ایک بے معنی "حنطۃ فی شعرۃ" تراش لیا اور یہی کہتے ہوئے اپنی سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے اس شہر میں جا گھسے جس کی پاداش میں ان پر آسمان سے عذاب آیا

فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (سورۂ بقرہ رکوع ۶)

تو ہم نے اُن ظالموں پر ایک آفت آسمان سے اُتاری اس وجہ سے کہ وہ لوگ نافرمانی کرتے رہے

اسی واقعہ کو دوسرے مقام پر یوں ذکر فرمایا ہے

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ

تو ہم نے ان ظالموں پر ایک آفت آسمان سے بھیجی

بِمَا کَانُوْا یَظْلِمُوْنَ — اس سبب سے کہ وہ ظلم کرتے رہے یعنی قانون الٰہی کے حدود سے وہ لوگ تجاوز کر گئے۔ (سورۂ اعراف رکوع ۲۰)

ان چند نظائر سے یہ بات بخوبی روشن ہو چکی ہے کہ یہ نیلگوں آسمان کس طرح اپنی زبان حال سے ہلاک شدہ قوموں کی عبرتناک داستانیں بیان کر رہا ہے اور ان کے اعمال کے باعث ان کی تباہی اور بربادی پر گواہی دے رہا ہے۔

۵:- "بحر مسجور" کے اہل تفسیر نے مختلف معانی کئے ہیں لیکن قرآن عزیز کے اسلوب نظم اور مفردات پر غور کرنے سے یہ حقیقت بالکل بے نقاب ہو جاتی ہے کہ "سجر" کا لفظ خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے معنی آگ تیز کرنے کے آتے ہیں۔ اور سمندر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی وجہ سے پانی سے بھرا ہوا ہے۔ قیامت کے دن اس کا پانی چلا جائے گا اور وہ آگ ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ (سورۂ تکویر) اور جب سمندر جھونکے جائیں

یہاں "بحر مسجور" سے وہ سمندر مراد ہیں جو آتشیں مادہ کی وجہ سے بھڑکا دیئے جائیں گے اور تنور کی مانند اور گرم ہو جائیں گے جیسا کہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے صراحت کر دی ہے۔

آج سے صدیوں پہلے جب کہ تمام دنیا کی ترقی یافتہ قومیں بھی سمندر کے متعلق اس حقیقت سے بالکل نابلد تھیں قرآن حکیم نے اس کا انکشاف فرما دیا اور احادیث میں اس کی طرف اشارات کر دیئے گئے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں یا حج کرنے والوں کے علاوہ کوئی بحری سفر نہ کرے کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے سمندر ہے اس حدیث کا صاف مطلب یہ ہے کہ سمندر زمین کے اوپر اور آگ زمین کے اندر ہے اور اس کی جہت مقابلہ میں سمندر ہے تو گویا سمندر دو متقابل جہتوں میں واقع ہوا ہے اور آگ دونوں کے درمیان محصور ہے

اور یہ بات علمی دنیا میں پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ تمام زمین خربوزہ اور اس کے چھلکے کی مانند ہے یعنی خربوزے کے چھلکے کو اس کے اندرونی مغز کے ساتھ وہی نسبت حاصل ہے جو زمین کو اس کی اندرونی آگ سے ہے۔ پس تمام لوگ آگ پر قیام پذیر ہیں اور سمندر اپنے اطراف و جوانب سے زمین کے مضبوط چھلکوں کے ساتھ ڈھکا ہوا ہے اور کبھی کبھی جب زمین پر زلزلے آتے ہیں تو وہ آتشیں مادہ پھوٹ پڑتا ہے اور آگ ظاہر ہو جاتی ہے

بہرکیف جب قیامت آئے گی اور نظام عالم درہم برہم کر دیا جائے گا تو اس وقت سمندر بھی آگ بنا دیا جائیگا۔ رہا سمندر وقوعِ عذاب پر کیونکر شہادت دیتا ہے تو اس کے لئے ہم کو قرآن حکیم کے ان عبرتناک قصص کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے جن میں سمندر کے ذریعہ قوموں کے ہلاک ہونیکی داستانیں سُنائی گئی ہیں

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ دعوت حق دی تھی کہ تم لوگ اپنی شرک پرستی سے باز آؤ اللہ تعالیٰ کے پرستار بن جاؤ ورنہ تم پر اللہ کا عذاب نازل ہوگا تو ان کی قوم نے انکار کر دیا اور حضرت نوح نے ان کے حق میں بددعا کی اور عذاب نازل ہوگا تو ان کی قوم نے انکار کر دیا اور حضرت نوح نے ان کے حق میں بددعا کی اور عذاب الٰہی طوفان بن کر آیا اور اس قدر پانی برسنے لگا کہ تمام زمین سمندر ہوگئی اور اہل حق کی جماعت حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں سوار ہوگئی اور تمام کفار و منکرین ڈوب کر مر گئے اسی واقعہ کو قرآن عزیز میں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَنجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ وَأَغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ	پس ان لوگوں نے نوح کو جھٹلایا تو نوح کو اور جو لوگ ان کے ساتھ جو کشتی میں تھے ان کو ہم نے نجات دی اور جنھوں نے ہماری نشانیوں کی تکذیب کی ان کا بیڑا ڈبو دیا بیشک وہ لوگ اندھے ہو چکے تھے۔
(سورۂ اعراف رکوع ۸)	

اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ دریا پر پہنچے تو

فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا یہاں تک حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کے لئے عصائے موسیٰ کے اعجاز سے سمندر میں راستے بن گئے جس کے باعث بنی اسرائیل بخیر و عافیت دوسرے کنارے جا پہنچے اور فرعون اپنے خدم و حشم سمیت دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔

وَ اَنجَیْنَا مُوسیٰ وَمَن مَّعَهٗ اَجْمَعِیْنَ اور ہم نے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو نجات دی

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ (سورۂ شعرا رکوع ۴) پھر دوسروں کو غرق کر دیا۔

درحقیقت ان تمام آسمانی کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا اور مرسلین کی طرف اُتاری ہیں "وہی کتاب کامل" ہے جس کو "الکتاب" کہا گیا ہے چنانچہ فرمایا جاتا ہے۔

ذالِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ یہی وہ کتاب ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں

اسی کتاب کی اتباع اور پیروی انسانوں پر ترقیات کی راہیں کھولتی ہیں۔

وَھٰذَا كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ اور یہ کتاب خیر و برکت والی ہے جس کو ہم نے نازل

فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کیا ہے پس اسی کی پیروی کرو اور اس سے ڈرو

(سورۂ انعام رکوع ۲۰) تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

اور قرآن عزیز ہی وہ کتاب ہے جو اپنے مقاصد، اصول اور کلیات کے لئے ایک واضح ترین بیان ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ (اے پیغمبر اسلام) تم پر ہم نے وہ کتاب اُتاری ہے جو

شَيْءٍ وَّھُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى بالکل واضح بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت و

لِلْمُسْلِمِيْنَ (سورۂ نحل رکوع ۱۲) رحمت اور بڑی خوشخبری سنانے والی ہے۔

اور ایک موقعہ پر کہا گیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ سب تعریفیں اس اللہ کیلئے جس نے اپنے خالص بندے

الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں

(سورۂ کہف رکوع ۱)

(کوئی کجی نہیں رکھی)

بہرطور "کتاب مسطور" سے ان میں کا ہر ایک معنی بھی آ جا سکتا ہے اور ہر صورت میں وقوع عذاب الٰہی پر مضمون شہادت واضح ہے کیونکہ اگر انسانی اعمال کی جزا و سزا نہ ہو تو پھر ان آسمانی کتابوں کے نزول کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

بیت معمور کے بھی چند مصداق ہو سکتے ہیں۔ (۱) اس سے وہ تمام آباد گھر مراد ہیں جو پچھلی قوموں نے دنیا میں بسا رکھے تھے اور اپنی تعمیرات اور مادّی ساز و سامان کی بہتات پر اترانے لگی تھیں اور ان چیزوں کے گھمنڈ میں آکر دعوت حق کا انکار کر دیا اور مطلق اس بات کی پرواہ نہ کی کہ دنیا کی زندگی کا طمطراق چند روزہ ہے بہرکیف ان قوموں کی بسائی ہوئی آبادیاں اس بات پر گواہی دے رہی ہیں کہ تہذیب و تمدن کے انتہائی ترقیات پر ہونے کے باوجود دعوت حق کے انکار کے پاداش میں کیونکر ہلاک کر دی گئیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کوئی ظلم نہ تھا بلکہ انھیں کے بُرے اعمال کے نتائج تھے پھر کیوں دعوت قرآنی کے منکرین ان داستانوں سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ تاکہ ان کے دل اللہ کے آگے جھک جائیں اور وہ ایمان و عمل سے آراستہ ہو جائیں۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا	کیا یہ (منکرین مجازات اعمال) زمین میں چلے پھرے
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ	نہیں جس میں دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پیشتر گذر چکے
كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ	ہیں اُن کا کیا انجام ہوا وہ ان سے کہیں قوت میں بڑھ
وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ	چڑھ کر تھے اور انھوں نے زمین بھی سنواری تھی اور
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ	اس کو آباد کر رکھا تھا جتنا ان لوگوں نے آباد کر رکھا
وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ	ہے اور ان کے پاس ان کے رسول نشانیاں لے کر
(سورہ روم رکوع ۱)	آچکے تھے پس اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن
	وہ خود ہی اپنے اوپر ستم ڈھاتے رہے۔

(۲) یا بیت معمور سے مسجدیں مراد ہیں جن کی آبادی اللہ تعالیٰ کے ذکر، تسبیح اور تہلیل سے ہوتی ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (سورۂ نور رکوع ۵)

وہ ایسے گھروں میں ہیں جن کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور اُن میں اللہ کا نام لیا جائے اور اُن میں صبح و شام اللہ کی تسبیح ادا کرتے رہتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدیں آباد کرنا انھیں خوش قسمت لوگوں کا کام ہے جو مبداء و معاد پر ایمان رکھتے ہیں۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (سورۂ توبہ رکوع)

صرف وہی لوگ اللہ کی مسجدوں کو آباد رکھتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لا چکے ہیں۔

اسی طرح مسجدوں میں ذکر الٰہی سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو روک دینا گویا ان مسجدوں کو اجاڑ دینا اور ویران کر دینا ہے اور ان مبارک عمارتوں سے جو ملّی مقاصد کے متعلق ہیں ان کو فنا کر دینا ہے اس واسطے ایسے لوگوں کو سب سے بڑا ظالم اور مستبد کہا جاتا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا (سورۂ بقرۃ رکوع ۱۴)

اور اس شخص سے بڑھ کر کون زیادہ ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے یاد کرنے کو روک دیتا ہو اور ان مسجدوں کی ویرانی میں کوشاں ہو۔

(۳) یا **بیت معمور** سے وہ مقام مراد ہے جو ساتویں آسمان پر خانۂ کعبہ کے ٹھیک محاذات پر واقع ہے جس کا ہر روز ستر ہزار نئے فرشتے طواف کرتے ہیں اور جو فرشتے ایک بار طواف کر چکتے ہیں پھر دوبارہ وہ فرشتے واپس لوٹ کر نہیں آتے جیسا کہ معراج کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

(۴) یا **بیت معمور** سے خانہ کعبہ مراد ہے جو تمام دنیا سے آنے والے مسلمانوں سے عبادت اور طواف کرنے والوں کے باعث ہمیشہ آباد رہتا ہے، حج و عمرہ کے زمانے میں تو وہاں اسلامی دنیا کا ایک واحد نمائندہ اجتماع

ہوتا ہے جو بیت الحرام کی آبادی کا حقیقی مصداق ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں قدرت الٰہی کی سیکڑوں نشانیاں موجود ہیں جس کی وجہ سے وہ آباد کہا جا سکتا ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ جس نے بھی اس کی آبادی کو ویران کرنا چاہا اس کو مشیت ایزدی نے ناکام و نامراد کر ڈالا، چنانچہ قبیل سے وہ زبردست واقعہ ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے چند روز پہلے پیش آیا جس کا ذکر سورۂ فیل میں کیا گیا ہے۔

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ	کیا تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے
الْفِيلِ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ	ساتھ کیا برتاؤ کیا، کیا ان کا داؤ سر تا پا غلط نہیں کر
وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ تَرْمِيهِمْ	دکھایا اور ان پر غول کے غول پرندے بھیجے جو ان پر
بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ	کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے، سو اللہ تعالیٰ کے ان کو
مَأْكُولٍ	کھائے بھوسے کی مانند کر دیا

غرض یہ کہ بیت معمور سے جو بھی مراد لیا جائے مضمون شہادت موجود ہے اور خصوصًا خانہ کعبہ مراد لینے کی صورت میں تو یہ بدرجہ اتم شاہد ہوگا کہ دنیا میں اللہ کا عذاب کیسے آتا ہے۔